روزنامہ
1913ء سے جاری شدہ
FR-10

# الفضل

The ALFAZL Daily
ٹیلی فون نمبر 047-6213029
ایڈیٹر : عبدالسمیع خان
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

بدھ 17اپریل 2013ء 6جمادی الثانی 1434ہجری 17شہادت 1392ہش جلد 63-98 نمبر 87

## مسابقت فی الخیرات

ہر ایک کے لئے ایک مطمح نظر ہے جس کی طرف وہ منہ پھیرتا ہے پس نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ تم جہاں کہیں بھی ہو گے اللہ تمہیں اکٹھا کر کے لے آئے گا یقیناً اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔ (البقرہ:149)

# ارشادات عالیہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

**جنت کا رستہ:** حضرت ابوامامہ باھلیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے سنا۔رسول اللہؐ فرماتے تھے۔

اللہ سے ڈرو، پانچ وقت کی نماز پڑھو، ایک ماہ کے روزے رکھو، اپنے اموال کی زکوٰۃ دو اور اپنے حاکم کی اطاعت کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

(جامع ترمذی کتاب الجمعه حدیث نمبر 559)

**کوئی دلیل نہیں مانگی:** حضرت ربیعہ بن اسلمیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا شادی کے بارہ میں کیا خیال ہے۔ میں نے عرض کیا جو آپ پسند فرمائیں۔اس پر رسول اللہؐ نے فرمایا انصار کے فلاں قبیلہ میں چلے جاؤ اور کہو کہ رسول اللہ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے کہ تم میری شادی اس فلاں عورت سے کردو۔ میں نے جا کر یہی پیغام دیا۔انہوں نے کہا رسول اللہ کے قاصد کو خوش آمدید۔ وہ اپنا مقصد پورا کئے بغیر یہاں سے نہیں جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے میری شادی کی بہت شفقت کا سلوک کیا اور کوئی دلیل نہیں مانگی۔

(مسند احمد جلد 4 ص 58 حدیث نمبر 16627)

**روح اطاعت:** حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اسے اتار کر پھینک دیا اور فرمایا تم آگ کے انگارے کیوں ہاتھوں میں پہنے پھرتے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو کسی شخص نے اس سے کہا انگوٹھی اٹھا لو کسی اور مصرف میں لے آؤ اس نے جواب دیا خدا کی قسم جسے خدا کے رسولؐ نے پھینک دیا ہو میں اسے ہرگز نہیں اٹھاؤں گا۔

(صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم خاتم الذہب حدیث نمبر:3897)

**جب تم ایک ہاتھ پر جمع ہو:** حضرت عرفجہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب تم ایک ہاتھ پر جمع ہو اور تمہارا ایک امیر ہو اور پھر کوئی شخص تمہاری وحدت کو توڑنا چاہے تاکہ تمہاری جماعت میں تفریق پیدا کرے تو اس سے قطع تعلق کر لو اور اس کی بات نہ مانو۔

(مسلم کتاب الامارہ باب حکم من فرق حدیث نمبر:3443)

**اطاعت کی توفیق کی دعا:** حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے۔

اے اللہ ہمیں اپنی وہ خشیت عطا فرما جو ہمارے اور تیری نافرمانی کے درمیان حائل ہو جائے اور ہمیں ایسی اطاعت کی توفیق بخش جس کے ساتھ تو ہمیں اپنی جنت تک پہنچا دے اور ایسا یقین نصیب کر جو ہم پر دنیا کی مصیبتیں آسان کر دے۔

(جامع ترمذی۔ کتاب الدعوات باب فی عقد التسبیح بالید حدیث نمبر 3424)

## حضرت مسیح موعود کے علمی خزانے

حضرت مسیح موعود کی آمد کے متعلق جو علامات بیان فرمائی گئی تھیں۔ ان میں سے ایک علامت تھی کہ مسیح مال تقسیم کرے گا مگر اسے قبول کرنے والا کوئی نہ ملے گا۔ اس حدیث پاک میں مال سے مراد دراصل علمی خزانے تھے جن کو حضرت مسیح موعود نے بڑی کثرت سے تقسیم کیا ہے یہ روحانی خزائن مخالفین کے لئے تو شاید دلچسپی کا باعث نہ ہوں مگر آپ کے متبعین کے لئے روحانی زندگی کا عظیم سرمایہ ہیں آپ کی کتب کے بغیر قرآن کریم اور احادیث پاک کو سمجھنا ناممکن ہے۔ کیونکہ یہ کتب الٰہی تائید و راہنمائی میں لکھی گئی ہیں جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:۔

''یہ رسائل جو لکھے گئے ہیں تائید الٰہی سے لکھے گئے ہیں۔ میں ان کا نام وحی و الہام تو نہیں رکھتا مگر یہ تو ضرور کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی خاص اور خارق عادت تائید نے یہ رسالے میرے ہاتھ سے نکلوائے ہیں۔''

(سر الخلافہ۔ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 6)

احباب جماعت ان کتب کے مطالعہ اور ان سے مسلسل استفادہ کرنے کی کوشش کریں اور بچوں کو بھی اس کی عادت ڈالیں۔

(مرسلہ: نظارت اشاعت ربوہ)

## دعا کی خصوصی درخواست

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے الفضل پر قائم ہونے والے مقدمہ کی وجہ سے گرفتار ہونے والوں کیلئے دعا کی ہے۔ حضور انور اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ اللہ تعالیٰ تمام اسیران کو اپنی حفاظت میں رکھے اور ان کی جلد باعزت رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔ آمین

مشعل راہ

## قناعت زہد کے ساتھ مل کر اعلیٰ معیار قائم کرتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 7 مئی 2004ء میں فرماتے ہیں۔

ایک روایت ہے حضرت سہلؓ بیان کرتے ہیں۔ ’’ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے ایسا کام بتائیے کہ جب میں اسے کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرنے لگے اور باقی لوگ مجھے چاہنے لگیں۔ آپ نے فرمایا کہ دنیا سے بے رغبت اور بے نیاز ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرنے لگے گا۔ جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس کی خواہش چھوڑ دو، لوگوں کی طرف حریص نظروں سے نہ دیکھو، لوگ تجھ سے محبت کرنے لگ جائیں گے‘‘۔

(ابن ماجہ۔باب الزهد فی الدنیا)

تو فرمایا کہ اگر یہ عمل کرو گے تو اس سے حرص، لالچ یا دوسرے نقصان پہنچانے کی سوچ سے بھی بچ جاؤ گے۔ نقصان پہنچانا تو ایک طرف رہا یہ سوچ بھی تمہارے اندر نہیں آئے گی۔ دنیا سے بے رغبتی کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعریف فرمائی ہے اگر ہر مومن وہ معیار حاصل کر لے اور پھر قناعت کے ساتھ ساتھ زہد بھی حاصل ہو جاتا ہے اور مومن کی قناعت زہد کے ساتھ مل کر ہی اعلیٰ معیار قائم کرتی ہے۔

آپؐ فرماتے ہیں:

’’دنیا سے بے رغبتی اور زہد یہ نہیں ہے کہ آدمی اپنے اوپر کسی حلال کو حرام کر لے اور اپنے مال کو برباد کر دے۔ بلکہ زہد یہ ہے کہ تمہیں اپنے مال سے زیادہ خدا کے انعام اور بخشش پر اعتماد ہو اور جب تم پر کوئی مصیبت آئے تو اس کا جو اجر و ثواب ملنا ہے اس پر تمہاری نگاہ جم جائے اور تم مصائب کو ذریعہ ثواب سمجھو‘‘۔

(جامع ترمذی۔عن ابی ذر)

تو دیکھیں بعض لوگ مال ضائع ہونے پر افسوس کرتے ہیں، حالانکہ کاروبار میں اونچ نیچ بھی ہوتی ہے۔ بعض دفعہ دشمنیاں بھی ہوتی ہیں، شیطان صفت لوگ نقصان بھی پہنچا دیتے ہیں تو اس پر صرف اِنَّا لِلّٰہ پڑھ کے اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرنا چاہئے۔ اُس کے آگے جھکنا چاہئے نہ کہ رونا دھونا کیا جائے، واویلا کیا جائے۔ اور یہ یقین ہونا چاہئے کہ جس خدا نے پہلے نعمتوں سے نوازا تھا وہ دوبارہ بھی دے سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم ہونا چاہئے، اسی سے تعلق قائم رکھنا چاہئے اور جب اس یقین کے ساتھ تعلق رکھیں گے تو ہمیشہ نوازتا رہے گا۔ احمدیوں نے مختلف اوقات میں جب کبھی پاکستان میں یا کہیں ان کے خلاف فسادات اٹھے یہ نظارہ دیکھا اور یہ تجربہ کیا کہ لاکھوں کا کاروبار جلایا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ایسا نوازا کہ صبر کی وجہ سے اور اس اعتماد کی وجہ سے جو ان کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر تھا کہ جماعت کی وجہ سے اور احمدی ہونے کی وجہ سے نقصان ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ دے گا، اللہ نے لاکھوں کو کروڑوں میں بدل دیا۔ اگر ہزاروں کا ہوا تو لاکھوں کا بدلہ دے دیا۔ تو اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں سے یہ سلوک کرتا رہتا ہے اور ہم اپنی زندگیوں میں تجربہ بھی کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اپنے پر اعتماد اور یقین پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت سہل بن سعدؓ روایت کرتے ہیں ’’کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی حیثیت رکھتی ہوتی تو کافر اس میں سے پانی کے ایک گھونٹ کے برابر بھی حصہ نہ پاتا‘‘۔

(ریاض الصالحین۔ باب فضل الزهد فی الدنیا)

(روزنامہ الفضل 3/اگست 2004ء)

# کارِ کسرِ صلیب

رُکی تھی نبض جو ہسپانیہ کی مدت سے
وہ پھر سے چلنے لگی (بیت) بشارت سے
یہ معجزہء خلافت ہے دستِ قدرت سے
کہ جی اُٹھا ہو کوئی جیسے اپنی تربت سے
رہیں مطیعِ خلافت تو منزلیں ہیں قریب
سپرد جس کے جہاں میں ہے کارِ کسرِ صلیب

زمین جس پہ کہ اُترا تھا طارق ابنِ زیاد
بصد نیاز وہ کہتی ہے پھر مبارک باد
ملے گی پھر سے وہ (دین) کو بہ راہِ جہاد
جہاد وہ جو محبت کو کر دے پھر آباد
سپاہِ امن کا جرنیل آیا فتح نصیب
سپرد جس کے جہاں میں ہے کارِ کسرِ صلیب

یہ کہتی جاتی تھی رفتہ کی غمزدہ تصویر
دِلوں کو فتح کہاں کرتی ہے کوئی شمشیر؟
جلا کے کشتیاں اب آئیں وہ وفا کے سفیر
رِہائی دیں جو بنا کے محبتوں کے اسیر
خدا نے بھیجا مسیحا زمانے بھر کا طبیب
سپرد جس کے جہاں میں ہے کارِ کسرِ صلیب

جہاد اپنا تو (دعوت) حق کے کام سے ہے
تمام حسن عبادت کے اہتمام سے ہے
بقائے احمدی توحید کے قیام سے ہے
حیات اپنی خلافت کے اِس نظام سے ہے
نَفَس نَفَس سے مخاطب ہے آسمانی خطیب
سپرد جس کے جہاں میں ہے کارِ کسرِ صلیب

نشیبِ وقت بدل جائے گا فراز کے ساتھ
کریں جو (بیوت) آباد ہم نماز کے ساتھ
بنیں وہ مقتدی آقا کے صد نیاز کے ساتھ
ہلا دیں عرش جو سجدوں کے سوز و ساز کے ساتھ
دعائیں سنتا ہے اُس کی سبھی خدائے مجیب
سپرد جس کے جہاں میں ہے کارِ کسرِ صلیب

**فاروق محمود ۔ لندن**

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس
مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ
قیمت 5 روپے

مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب وکیل وقف نو

# میرے والدین۔ سب سے دوستی۔ سب سے پیار

## حضرت امۃ الباسط صاحبہ اور حضرت سید میر داؤد احمد صاحب

گزشتہ دنوں مکرم ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب نے ہماری امیّ کے حوالہ سے ایک دلچسپ واقعہ بیان کیا جس سے ان کی دوسروں کے لئے محبت اور جذبات کی گہرائی جانچنے کی صحیح عکاسی ہوتی ہے۔انہوں نے یہ واقعہ سنا کر خاکسار کو توجہ دلائی کہ ان کے بارہ میں مجھے کچھ لکھنا چاہئے۔ اس سے قبل میری ہمشیرہ عزیزہ ندرت نے الفضل میں ایک مضمون تحریر کیا تھا۔جس کو پڑھ کر کئی لوگوں نے رابطہ کیا اور اس مضمون پر اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا۔

چنانچہ مکرم ڈاکٹر صاحب کے توجہ دلانے پر مجھے خیال آیا کہ ان کی زندگی کے بعض ایسے پہلو بیان کئے جائیں جو عموماً گھر سے باہر کے لوگوں کے لئے اوجھل ہوتے ہیں تا کہ کوئی اس سے فائدہ اُٹھا سکے۔

ہماری امّی کی جس سب سے بڑی صفت کا لوگ ذکر کرتے ہیں۔وہ ان کا لوگوں میں مل جل کر بیٹھنا اور سب کو خاص توجہ دینا تھی۔ ہمارے یہاں ابّا کی وفات کے بعد تو گویا خواتین کا تانتا بندھا رہتا۔ ابّا کی زندگی میں تو بہرحال گھر میں کھلے بندوں خواتین کی آمد و رفت ممکن نہیں تھی۔ لیکن ابّا کے انتقال کے بعد امّی نے اپنی تمام دلچسپیاں لوگوں سے میل جول اور ان کا خیال رکھنے پر مرکوز کر دیں۔عموماً دستور یہ تھا کہ رات دو اڑھائی بجے اُٹھ کر تہجد کی نماز شروع کرتیں۔ پھر نماز فجر پڑھ کر سو جاتیں۔صبح 9 بجے اُٹھ کر ناشتہ ساتھ تلاوت اور ساتھ الفضل کا مطالعہ ہوتا۔ پھر اشراق کے نوافل جو تقریباً گیارہ بجے تک چلتے۔ پھر خواتین کی آمد کا سلسلہ دوپہر کے کھانے تک مسلسل رہتا۔بعض خواتین اگر ذرا جلدی آ جاتیں تو پھر ''بی بی'' سے ملنے کے انتظار میں بیٹھ جاتیں۔ ہر شخص کی گرمیوں میں کم از کم شربت سے آؤ بھگت کی جاتی۔ حتیٰ کہ ڈاکیہ بھی جو روزانہ ڈاک لے کر آتا۔ ٹھنڈے شربت کا ایک گلاس پیئے بغیر نہ جاتا۔اگر اس بارہ میں ہم سے کوئی کوتاہی ہو جاتی تو تنبیہ کرتیں شام کو جب تک صحت نے اجازت دی۔ عزیزوں سے ملنے کے لئے نکل کھڑی ہوتیں۔ جب صحت اچھی تھی تو نہایت تیز چلتیں۔ پھر آہستہ آہستہ صحت کمزور ہوگئی تو چلنے میں دقت محسوس کرتیں۔مگر گھر کے برآمدے میں کافی دیر ٹہلتی تھیں۔

میری ہمشیرہ نے بتایا کہ ایک دفعہ امّی کسی درویش کی صاحبزادی کی شادی پر گئیں تو واپس آ کر پریشان سی تھیں۔ پوچھنے پر بتایا کہ اس بچیّ نے کوئی زیور نہیں پہنا ہوا تھا۔جس سے امّی کو بہت تکلیف ہوئی کہ دلہن بغیر زیور کے نہیں ہونی چاہئے۔ اگلے روز صبح سویرے اس نے انہیں باہر سے آتے دیکھا تو پوچھا کہاں گئی تھیں۔ کہنے لگیں کہ میرے پاس کچھ زیور تھا جو میں اسے دے آئی ہوں۔ اور اس بات سے بہت خوش تھیں۔

ایک دفعہ ابّا نے گھر آ کر کہا کہ ان کے ایک شاگرد کی اہلیہ اپنی پہلی بچی کی پیدائش کے دوران انتقال کر گئی ہیں۔ اور نوزائیدہ بچی بے ماں کے رہ گئی ہے۔اسے فوری سنبھالنے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ دونوں جا کر بچی کو ہمارے یہاں لے آئے اور پھر جب تک کوئی مناسب بندوبست نہ ہوا۔ وہ بچی ہمارے یہاں ہی پلتی رہی۔

ہم امّی کے ساتھ رہتے تھے۔ میری اہلیہ اور امّی کا دوستانہ تعلق تھا۔ بلکہ بعض دفعہ میری اہلیہ نے مجھ سے کوئی بات منوانی ہوتی تو امّی سے کہہ کر منوا لیتی۔ امّی بھی میری نسبت اس کی زیادہ طرف داری کرتیں۔ یوں گھر میں کبھی روائتی ساس بہو کا سوال نہیں اٹھا۔ بلکہ ایک دوستانہ ماحول تھا۔ میری اہلیہ نے بھی امّی کی خدمت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ دو دوستوں کی طرح دونوں خوش باش رہتے۔

بچوں سے بہت بے تکلف تھیں۔ پوتے۔ پوتیاں۔ نواسے ۔نواسیاں سرہانے بیٹھ کر شور کر رہے ہوتے یا کھیلتے رہتے تو کبھی تکلیف کا اظہار نہیں کیا۔ بلکہ بچوں میں بیٹھ کر خوشی محسوس کرتیں۔ رات کو کچھ نہ کچھ مطالعہ ضرور کرتیں۔عموماً کوئی نہ کوئی رسالہ۔ جب زیادہ کمزور ہوئیں تو ہماری بیٹی سائرہ کو رسالہ دے دیتیں اور وہ پڑھ کر سناتی رہتی۔ خاصی دیر تک یہ سلسلہ چلتا رہتا۔ اس کے دوران اگر سائرہ کوئی لفظ غلط تلفّظ سے ادا کرتی تو اس کی درستگی بھی کرتی رہتیں اور بتایا کرتیں کہ حضرت امّاں جان اسی طرح ہم سے پڑھواتیں اور تلفّظ درست کرتی تھیں۔

سیر و سیاحت کی نہ صرف شوقین تھیں بلکہ اپنا یہ شوق آخر تک پورا کیا۔ ہر سال لندن جانا اور کبھی امریکہ اور ایک دفعہ میری چھوٹی ہمشیرہ کے پاس نیروبی سے بھی گھوم آئیں۔ شخصیت کا اثر ایسا تھا کہ نیروبی ایک دفعہ کسی ڈاکٹر کو دکھانے گئیں۔ بعد میں میری ہمشیرہ کچھ عرصہ کے بعد ان کے یہاں گئیں۔ تو اس نے بڑی محبت سے ''امّی'' کا حال پوچھا۔ یعنی ایک ہی ملاقات میں اس نے بھی انہیں امّی کہنا شروع کر دیا۔

پاکستان میں کئی دفعہ ہمارے ساتھ پہاڑوں میں گئیں۔ 1990ء میں ہمارا ٹرپ گلگت ۔سکردو کا بنا۔ جہاز میں روانہ ہوئے لیکن موسم کی خرابی کی وجہ سے جہاز واپس راولپنڈی آ گیا۔ پھر بس میں جانے کا پروگرام بنا۔ اٹھارہ گھنٹے کا بس سفر گلگت تک اور پھر چھ گھنٹے کا سکردو تک۔ وہاں خوب انجوائے کیا۔ 1994ء میں چترال کا پروگرام بذریعہ بس بنا۔ پھر وہی کئی گھنٹے کا بس سفر۔ وہاں سے کافرستان بھی چلنے کے لئے تیار۔ کافرستان میں Tent لگا کر رہے۔ لیکن ہر جگہ خوب لطف اُٹھایا۔

وفات سے قبل بھی امریکہ ہماری بڑی ہمشیرہ کے پاس گئیں۔ واپس لندن جلسے میں شامل ہوئیں۔ وہیں لندن میں گلے کے عضلات پر فالج کا حملہ ہوا۔ واپس آ کر طبیعت خراب ہوگئی اور چند روز بعد ہی اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملیں۔

وفات کے بعد سب ملنے والوں کا ایک مشترک بیان یہی تھا کہ بہت پیار کرنے والی۔ بہت خوش باش۔ ملنسار اور لوگوں کا دکھ درد دور کرنے کی کوشش کرنے والی خاتون تھیں۔ اختلافات ہو بھی جاتے ہیں۔ خصوصاً جب خاندان بہت قریبی ہو۔ مگر پھر بھی اختلاف کو لمبا نہیں چلایا۔ کبھی اخلاقیات پر آنچ نہیں آنے دی اور کبھی انتقامی کارروائی نہیں کی۔ ہر ایک سے محبت سے ملنا۔ اچھی بات پر خوش ہونا ایک کھنکتا ہوا قہقہہ لگانا، امیر، غریب، طاقتور، کمزور سب کے ساتھ روابط سب سے دوستی۔ سب سے پیار۔ یہ تھا امّی کی زندگی کا خلاصہ۔

اسی حوالہ سے ابّا کے بارہ میں لکھنے کا خیال آیا۔ ابّا بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت نفیس شخص تھے۔ امّی اور ابّا کی جوڑی کے بارہ میں بعض عزیز کہتے تھے کہ نہایت خوبصورت جوڑی ہے۔ بہت عمدہ شخصیت کے مالک۔ غریبوں کے ہمدرد۔ بے تکلف دوست۔ محنتی۔ توجہ سے کام کرنے والے اور مجسم بشاشت۔ بچوں سے بہت بے تکلف۔ ہماری ایک ہمشیرہ بچپن میں السلام علیکم کو توتلی زبان میں ''مانا کو'' کہا کرتی تھیں۔ ابّا کو یہ لفظ بڑا پسند تھا۔ دفتر سے گھر آتے۔ سائیکل سے اُترتے اور ''مانا کو'' کی بلند آواز آتی۔ گھر کے سب بچوں میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی ۔ پھر دوپہر کا کھانا کھایا جاتا اور اِدھر اُدھر کی باتیں۔ شام کو عموماً امّی اور ابّا کسی سے ملنے چلے جاتے یا دوبارہ دفتر۔ یا گھر میں ہی دفتر کا کام۔ مغرب کے بعد خلیفۃ المسیح کے دربار پر حاضری دینا روز کا معمول تھا۔ عشاء کی نداء تک تقریباً وہاں۔ پھر گھر۔ رات کا کھانا۔ نماز اور پھر دفتر کا کام یا کوئی مطالعہ۔

حضرت خلیفہ ثانی کے آخری ایّام میں ابّا کو حضور کی خدمت کا بہت موقع ملا حضور چلنے میں دقت محسوس کرتے تو آپ کو کرسی پر اُٹھایا جاتا۔ حضور اس سلسلہ میں ابّا پر بہت اعتماد کرتے کیونکہ ذرا سے جھٹکے سے حضور تکلیف محسوس کرتے۔ حضور کو کوٹ پہنانا۔ کرسی پر بٹھانا۔ پھر عموماً حضور شام کو احمد نگر تشریف لے جاتے اور باغ میں بعض احباب کے ساتھ مجلس ہوتی۔ جس میں لطائف یا کوئی اور گفتگو یا کوئی نظم وغیرہ پڑھی جاتی۔ خاکسار چھوٹا تھا لیکن جو بزرگ اب تک یادداشت میں تازہ ہیں ان میں مکرم صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب۔ مکرم سید عبدالرزاق شاہ صاحب ۔مکرم غلام محمد اختر صاحب۔ مکرم عبدالمجید خان صاحب۔ مکرم عبدالرحمان انور صاحب۔ مکرم صوبیدار عبدالمنان صاحب۔ مکرم صالح محمد صاحب۔ مکرم قریشی نذیر احمد صاحب۔ وغیرہ قافلے میں ہوتے اور مغرب سے کچھ قبل تک یہ شاندار مجلس چلتی۔

حضور کے انتقال کے بعد حضرت خلیفہ ثالث آپ پر بہت شفقت فرماتے اور کئی کام آپ کے ذمہ ایسے فرماتے جن سے آپ پر ان کا اعتماد ظاہر ہوتا۔ آپ نے بھی نہایت محبت سے حضور کے زیر سایہ خدمت سرانجام دی۔ آخری بیماری میں حضرت خلیفہ ثالث نے آپ کے لئے دعا کی تحریک کرتے ہوئے ایک خطبہ جمعہ بھی ارشاد فرمایا۔

بہت خوش لباس تھے۔ سردیوں میں شلوار قمیص کے اوپر اچکن پہنتے یا سوٹ پہنتے۔ گرمیوں میں بس شرٹ اور پتلون یا شلوار قمیص۔ آخری عمر میں گرمیوں میں ململ کا سفید کرتہ اور شلوار اور پاؤں میں کھسہ پہننے لگے۔ لیکن ہمیشہ نہایت صاف ستھرا۔ بے شکن لباس ہوتا اور چونکہ جسم بھی بہت خوبصورت اور سڈول تھا اس لیے لباس سجتا بھی خوب تھا۔

خوشبو بھی عمدہ استعمال کرتے۔ شلوار قمیص کے ساتھ دیسی عطر جس سے زیادہ تر خس اور شمامۃ العنبر اور پتلون پہنیں تو ولائتی خوشبو۔ یعنی اس میں بھی لباس کے حوالے سے توجہ دیتے۔

اپنے طلباء کے ساتھ یا کام کرنے والے لوگوں کے ساتھ بے تکلفانہ برتاؤ تھا۔ ان کی ضروریات کا خیال بھی رکھتے۔ مکرم سید شمشاد احمد ناصر صاحب نے اپنے مضمون میں جس رویے کا ذکر کیا ہے۔ تقریباً سب کے ساتھ ایسا ہی روّیہ تھا۔ انسان کو اچھے انسان کے روپ میں دیکھنے کے خواہشمند اور اسے اس روپ میں ڈھالنے کی کوشش میں مصروف رہتے۔ جامعہ کے طلباء کی ترقی کیلئے نت نئے طریق سوچتے رہتے۔

مکرم نواب محموداحمد خان صاحب جو P.I.A میں پائلٹ رہے، نے بتایا کہ ایک دفعہ انہوں نے ابّا سے کہا کہ ہمارے جو مربیان یورپ وغیرہ جاتے ہیں۔انہیں وہاں استعمال ہونے والی بعض چیزوں کا علم نہ ہونے کی وجہ سے نہ صرف دشواری ہوتی ہے۔ بلکہ شرمندگی بھی ہوتی ہے۔ مثلاً ٹوائلٹ کا استعمال یا ٹیلیفون بوتھ کا استعمال وغیرہ۔ چنانچہ ابّا نے ایک دن انہیں لکھا کہ جامعہ میں آکر ایک لیکچر دیں اور طلباء کو بتائیں کہ ان چیزوں کو کس طرح استعمال کیا جاتا ہے۔

ہر چیز کیلئے منصوبہ بندی کرتے جلسہ کے دن مصروفیت کے دن ہوتے ہیں اور تقریباً سارا سال کام چلتا رہتا ہے۔مگر آخری دو ماہ میں تو رفتار اتنی تیز ہوجاتی تھی کہ ابّا گھر کم ہی نظر آتے تھے۔غالباً 1969ء میں جلسہ سالانہ کے لنگر خانوں میں سوئی گیس کی فراہمی کے لئے بے حد کوشش کی۔مکرم نواب مصطفیٰ خان صاحب ان دنوں سوئی گیس میں کام کررہے تھے۔ان کی مدد اور تعاون سے لنگر خانوں میں سوئی گیس کے تنور اور چولہے متعارف کروائے جس سے کام کرنے والوں کو لکڑی کے دھوئیں اور دیگر مسائل سے نجات ملی۔مکرم نعیم احمد خان صاحب انجینئر سوئی سدرن کمپنی کے ساتھ روٹی پکوانے کے لئے مشینوں کی تیاری میں بہت کوشش کرتے رہے۔کوشش تھی کہ کسی طرح جلسہ کا نظام خودکار ہوجائے تاکہ سہولت پیدا ہو۔

جامعہ میں طلباء کی علمی اور روحانی ترقی کے ساتھ ساتھ جسمانی صحت پر زور دیتے تھے۔ پیدل سفر۔ہائیکنگ۔سالانہ کھیلیں۔اچھی غذا کا انتظام وغیرہ کے بارہ میں فکرمند رہتے۔جامعہ کے ساتھ دارالاقامہ کے طلباء کا خیال بھی رکھتے اور ان کے لئے نئی نئی تدابیر سوچتے۔

یہ سب کام کرتے ہوئے کبھی خشکی کا شکار نہیں ہوئے۔آپ کی تقریباً ہر تصویر ایک خوبصورت مسکراہٹ لئے ہوئے ہے جو ہمہ وقت آپ کے چہرے پر کھیلتی رہتی۔

کھیلتے بھی تھے۔ایوان محمود یا جامعہ میں بیڈمنٹن کھیلنے جاتے۔کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی بھی کرتے۔ایک دن کچھ شرمندہ سے گھر آئے۔بتایا کہ بیت اقصیٰ کے گراؤنڈ میں کچھ لڑکے گلی ڈنڈا کھیل رہے تھے۔آپ بھی جا شامل ہوئے۔ایک 'ٹلّا' جو زور سے مارا تو گلّی قریب سے گزرتے ہوئے کسی بزرگ سے جاٹکرائی۔

آخری عمر میں بلڈ پریشر بہت بڑھ گیا۔لیکن کام سے کبھی نہیں رکے۔مگر آہستہ آہستہ بیماری نے اپنا اثر دکھانا شروع کردیا۔خون کے دباؤ کے بڑھنے سے آنکھ کا پردہ بصارت پھٹ گیا جس سے نظر پر اثر پڑا۔مکرم بریگیڈیئر مرزا مبشر احمد صاحب پشاور میں تھے۔تو بیماری کی صحیح تشخیص ہوئی۔ راولپنڈی سے مکرم بریگیڈیئر ضیاء الحسن صاحب نے جو CMH کی انتظامیہ میں تھے CMH میں علاج کروانے کی تجویز دی اور خود سارا انتظام کیا۔ بلڈ پریشر بہت زیادہ تھا۔ڈاکٹرز نے علاج شروع کیا۔ ساتھ پرہیز۔ نمک بند۔ گھی بند۔ مصالحے بند۔ ابلی ہوئی غذا سے تنگ آگئے۔ ہماری ایک کزن محترمہ بیگم صاحبہ کرنل پیر منیر احمد صاحب جو راولپنڈی میں تعینات تھے۔ ابلی ہوئی سبزیوں کا ایک خوش رنگ کھانا بنا کر لانے لگیں۔ جسے ابّا شوق سے کھاتے تھے۔لیکن بلڈ پریشر کم ہونے میں نہیں آیا۔ بالآخر دیگر اعضاء پر اثر پڑنے لگا۔ تقریباً ایک ماہ CMH رہ کر اصرار کرنے لگے کہ مجھے ربوہ لے چلو۔ دراصل اندازہ ہوگیا تھا کہ آخری وقت قریب ہے۔چنانچہ ربوہ لایا گیا۔ یہاں پندرہ بیس دن طبیعت خراب سے خراب ہوتی چلی گئی۔اس مرحلہ میں مکرم ڈاکٹر قریشی لطیف احمد صاحب نے بہت خدمت کی ۔اسی طرح مکرم عبدالجبار صاحب حاضر باش رہے۔ جامعہ کے کارکنان مکرم محمد سلیم صاحب اور صدیق مسیح تو دن رات ہمارے یہاں رہنے لگے۔

آخری چند دن بے حد کمزور ہوگئے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور حضرت بیگم صاحبہ بہت توجہ اور فکرمندی سے عیادت بھی کرتے رہے اور دعا بھی کرتے رہے۔مگر آخر تقدیر غالب آئی اور خداتعالیٰ کے حضور حاضر ہوگئے۔

ہماری امّی اور ابّا دونوں میں ایک مشترکہ خوبی لوگوں کی مدد کرنا تھی۔ وسائل محدود ہونے کے باوجود جس حد تک ممکن ہوتا لوگوں کی مدد کرتے اور کچھ نہیں تو کم از کم ایک دلنواز مسکراہٹ تو سب کی تواضع کیلئے ہونٹوں پر موجود ہوتی ہی تھی۔

ڈاکٹر نوری صاحب کے بیان کردہ جس واقعہ کا ذکر میں نے آغاز میں کیا ہے وہ یہ ہے کہ ان کی صاحبزادی کی شادی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے انتقال کے بعد ہوئی۔میری والدہ نے انہیں شادی کے تحفہ کے طور پر دو لفافوں میں کچھ رقم پیش کی۔ ایک اپنی طرف سے اور ایک لفافہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی طرف سے پیش کیا۔یہ کہتے ہوئے کہ آپ نے ان کی بہت خدمت کی تھی اور اگر وہ حیات ہوتے تو ضرور اس سے بہت زیادہ آپ کو عطا فرماتے۔

یہ تھا ان دونوں کا انداز اور باریک جذباتی احساسات کا خیال رکھنے کا ملکہ خدا تعالیٰ ان کو اعلیٰ علییّن میں جگہ عطا فرمائے۔آمین

بقول وصی شاہ:۔

جہاں جہاں ہے مری دشمنی سبب میں ہوں ۔
جہاں جہاں ہے میرا احترام تم سے ہے

# لین دین کے روزمرہ معاملات اور دینی تعلیم

ابن الواحد

1400 سال قبل کا وہ نظارہ آنکھوں کے سامنے لائیں کہ آقائے دوجہاں کا دربار سجا ہے کہ اچانک ایک شخص آتا ہے اور آکر نہایت گستاخی اور بدلحاظی سے ایک قرض کا مطالبہ کرتا ہے جس کی مدت پوری ہونے میں ابھی وقت باقی ہے۔ حضرت عمرؓ جیسا صحابی غصے سے دانت پیس رہا ہے اور صرف اپنے آقا کی موجودگی اسے کسی بھی سخت قدم اٹھانے سے روک رہی ہے۔ اور ان کا غصہ بھی جائز ہے کیونکہ قرض خواہ کے مطالبے کا انداز نہ صرف ناجائز اور شرائط قرض کے خلاف ہے بلکہ اسے قرضدار کے دینی اور دنیاوی مقام کا بھی کچھ لحاظ نہیں ہے اور وہ یہ بھی نہیں دیکھ رہا کہ قرضہ کسی ذاتی مقصد کے لئے نہیں بلکہ ایک قومی مقصد کے لئے حاصل کیا گیا تھا اور قرضدار ہمارے نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکات نہیں ہے بلکہ ریاست ہے۔ اسی شش و پنج میں حضرت عمر کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوجاتا ہے اور جونہی وہ سخت انداز میں جواب دیتے ہیں تو تحمل و بردباری کے عظیم الشان اسوہ حسنہ دکھلانے والے آقائے نامدار قرض خواہ کے رویے پر اسے کچھ کہنے کی بجائے حضرت عمرؓ کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قرض خواہ پر سختی کرنے سے بہتر تھا کہ تم اس کو حسن تقاضا کی نصیحت کرتے اور مجھے حسن ادائیگی کی۔ نیز اس وقت خزانہ میں اس کے قرض کو ادا کرنے کی گنجائش موجود تھی اس لئے حضرت عمرؓ کو ہی ارشاد ہوا کہ اب نہ صرف اس کے قرض کی ادائیگی کرو بلکہ تم نے سختی کی ہے اس لئے حق سے زیادہ کی ادائیگی کرو۔کیا دنیا میں قرض کی ادائیگی کا اس سے بڑھ کر کوئی نمونہ ہوسکتا ہے۔

اس تمام معاملے کے پیچھے کچھ اور عوامل بھی تھے جس کے بعد قرض خواہ جو ایک یہودی عالم تھا اور صرف بائبل کی پیشگویوں کے مطابق موعود نبی ﷺ کی پہچان اس کی غرض تھی اور اس کا ایک انداز تھا جو اس کے اسلام لانے کا باعث بنا۔لیکن یہ واقعہ اپنی ذات میں قرض کی ادائیگی اور لین دین کے معاملات میں امت کی راہنمائی کر گیا۔

اسلام میں لین دین کے مسائل نہایت ہی واضح رنگ میں بیان ہوئے ہیں اور اس پر اسوہ رسول ﷺ نے ان تعلیمات پر عمل کرکے دکھادیا ہے کہ یہ کوئی ناقابل عمل تعلیم نہیں ہے بلکہ اس پر عمل سے گریز روزمرہ مسائل کو جنم دیتا ہے۔

انسان آغاز سے ہی ایک معاشرے کی صورت میں رہتا رہا ہے اور انسانی معاشرے میں باہمی لین دین اس کے دیگر لوازم میں سے ایک انتہائی اہم ضرورت ہے۔ اسلام نے اسے نہ صرف جائز قرار دیا ہے بلکہ انسان کامل ﷺ نے خود قرض لیا اور دیا تاکہ اس بارے میں سنت میں کوئی کمی نہ رہے۔

اس وقت دنیا میں عام طور پر قرض دینے کی غرض کسی کی مدد کرنا نہیں بلکہ اس قرض پر سود حاصل کرنا اور بظاہر اپنے مال کو بڑھانا ہوتا ہے۔ ضرورت مند اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے اس سود کے چکر میں پھنس جاتا ہے۔لینے والے کی خواہش ہوتی ہے کہ قرض واپس نہ ہی کرنا پڑے اور دینے والا چاہتا ہے کہ سود در سود ملتا رہے۔ اسلام نے اس لعنت کو سختی سے رد کردیا اور قرض کے لئے قرض حسنہ کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ یعنی قرض دینے والا اپنے خدا کی خوشنودی کے لئے اور اس کی مخلوق کی مدد کے لئے قرض دے۔ نیز قرض لینے والے کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ قرض کی باقاعدہ تحریر لکھوائے کیونکہ اس کے ذمے قرض دینے والے کا حق ہے۔قرض لینے والا ضرورت مند ہوتا ہے اور قرض اس کی ضرورت پوری کردیتا ہے۔ ایسے میں قرض خواہ کو قرض دینے والے کا احسان مند ہونا چاہئے اور ھل جزاء الاحسان الاالاحسان کی رو سے قرض خواہ کو چاہئے کہ نہایت خوش اسلوبی سے اس قرض خواہ کا قرض ادا کرے جس نے اس کی ضرورت کے وقت میں اس کی مدد کی، اس پر اس وقت اعتماد کیا جبکہ وہ ضرورت مند تھا اور قرض یا ادھار دینے والے کو سوائے اس کی بھلائی اور خدا کی خوشنودی کے اور کسی شے نے قرض دینے پر راضی نہ کیا۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے نصیحت فرمائی اور اپنے عملی نمونے سے اسوہ پیش کیا کہ قرض خواہ کو قرض سے بڑھا کر واپس کرو اور اس طرح احسان کا بدلہ احسان سے اتارنے کی کوشش کرو۔ اگر دیکھا جائے تو اس سے حسین اور خوبصورت تعلیم انسان کے لئے اور کوئی نہیں ہوسکتی کہ معاشرے کا ایک برتر جزو اپنے کمزور اور ضرورت مند حصے کی مدد کے لئے قربانی کررہا ہے اور جس کے لئے قربانی کی گئی وہ اس قربانی اور حسن سلوک کی قدر کرتے ہوئے نہ صرف وہ قرض حسب وعدہ واپس کر رہا ہے۔ بلکہ کوشش میں ہے کہ نہ صرف حسب شرائط واپسی کرے بلکہ حق سے زیادہ ادا کرے تاکہ اپنے بھائی کے احسان کا جواب احسان سے دے سکے۔ جو لوگ اس حسین تعلیم پر عمل پیرا ہوتے ہیں ان پر

خدا کے پیار کی کس قدر نظر ہوتی ہے اس کا اظہار اللہ تعالیٰ نے خود قران کریم میں کیا ہے کہ یقیناً مومن کامیاب ہوگئے (المومنون آیت 2) پھر فرمایا کہ اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں اور عہد کی نگرانی کرنے والے ہیں (المومنون آیت 9)۔ کتنا آسان سودا ہے خدا کی رضا حاصل کرنے کا اور اس کے پیار کی نظر جب پڑے گی تو نہ جانے آپ کے کتنے گناہ بخش دے گی اور کتنی برکتیں اور افضال نازل کرے گی۔

لیکن نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے معاشرے میں جس طرح یہ تعلیم رائج ہونی چاہئے اس میں ابھی بہت سی کمی ہے۔ گو قرض دینے والے اور لینے والے کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس کی تحریر لکھی جائے اور جس کے ذمے حق ہے وہ یہ تحریر لکھوائے۔ مگر اس پہلو سے بھی سستی دیکھنے میں آتی ہے۔ نیز دست بدست تجارت کا استثنا بھی ہے اس حوالے سے ادھار لینے والے بھی فائدہ اٹھالیتے ہیں اور بسا اوقات قرض اس نوعیت کا ہوتا ہے کہ تحریر کی اہمیت نہیں سمجھی جاتی۔ تاہم زیر بحث مضمون میں اس ذہنیت کی طرف توجہ دلانی مقصود ہے جو ادھار یا قرض لے کر اسے واپس کرنا اپنی دانست میں ضروری خیال نہیں کرتی یا پس و پیش کرتے ہوئے کوشش کرتی رہتی ہے کہ واپس نہ ہی کرنا پڑے اور قرض واپسی سے کسی بھی طور جان چھوٹ جائے۔

ہم میں سے بہت سے لوگ ہیں جو قرض تو لیتے ہیں مگر واپسی میں احسان تو درکنار فرض کے پورا کرنے میں بھی پس و پیش کرتے ہیں۔ غالباً ان کے نزدیک اپنی مجبوریاں بیان کر کے اور حالات کا رونا رو کر کسی ایسے بھائی سے قرض حاصل کر لینا، جس نے ان کی حالت پر رحم کرتے ہوئے محض خدا کی رضا اور اپنے بھائی کی تکلیف دور کرنے کے لئے جو قرض دیا، وہ دراصل ان کے نزدیک ان کی اپنی حسن تدبیر ہے جس کے ذریعے انہوں نے اپنے ایک بھائی کو بیوقوف بنا کر اس سے قرض اینٹھ لیا ہے اور اب آئندہ کسی اور کو داؤ لگا کر قرض حاصل کر لیں گے۔ کسی نے کیا خوب کہا تھا کہ کسی کو دھوکا دیتے وقت یہ مت دیکھو کہ تم نے اسے کس چالاکی سے دھوکہ دیا بلکہ یہ دیکھو کہ اسے تم پر اعتبار کتنا تھا۔

حضرت مسیح موعود کی خدمت میں ایک بار ایک شخص کا ذکر ہوا کہ وہ ایک دوسرے شخص کی امانت جو اس کے پاس جمع تھی لے کر کہیں چلا گیا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا ادائے قرضہ اور امانت کی واپسی میں بہت کم لوگ صادق نکلتے ہیں اور لوگ اس کی پرواہ نہیں کرتے حالانکہ یہ نہایت ضروری امر ہے۔ حضرت رسول کریم ﷺ اس شخص کا جنازہ نہیں پڑھتے تھے جس پر قرضہ ہوتا تھا۔ دیکھا جاتا ہے کہ جس التجا اور خلوص کے ساتھ یہ لوگ قرض لیتے ہیں اسی طرح خندہ پیشانی کے ساتھ واپس نہیں کرتے بلکہ واپسی کے وقت ضرور کچھ نہ کچھ تنگی ترشی واقع ہو جاتی ہے۔ ایمان کی سچائی اسی سے پہچانی جاتی ہے۔

یہاں پر ایک یہ خیال بھی آتا ہے کہ ایسے بھی تو ہیں جنہوں نے درحقیقت کسی مجبوری کی بنا پر قرض لیا اور حسب وعدہ اسے ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ مگر الا ماشاء اللہ دیکھا گیا ہے کہ جس کی نیت اخلاص سے قرض ادا کرنے کی ہو اور واقعتاً وہ اپنے وعدے کے ایفاء کا جذبہ رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ خود ایسے شخص کی نیت کا پھل اسے عطا کر دیتا ہے اور اسے کسی قسم کی شرمندگی نہیں اٹھانی پڑتی اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہر اس شخص کو، جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان لاتا ہے اور جو اللہ سے ڈرے اس کے لئے وہ نجات کی کوئی راہ بنا دیتا ہے۔ اور وہ اسے وہاں سے رزق عطا کرتا ہے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کرسکتا اور جو اللہ پر توکل کرے تو وہ اس کے لئے کافی ہے۔

(الطلاق آیت 3-4)

نیز جن لوگوں نے دل میں قرض ادا کرنے کی ٹھانی ہو ان کے آثار ہی اور ہوتے ہیں پھر بھی اگر کوئی مجبور ہو تو قرض دینے والے کا مثبت رویہ ہونا ضروری ہے اور سچائی کی طاقت بھی اظہر من الشّمس ہوتی ہے۔ مگر مخاطب وہ ہیں جو قرض لینے اور اسے واپس نہ کرنے کو اپنی حسن تدبیر خیال کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ روپے جیب میں آنے تو چاہئیں مگر جانے نہ چاہئیں۔ ایسے لوگ درحقیقت بخل کے ساتھ ساتھ ایک شرک خفی کا مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ روپیہ ان کی چالاکی اور ہوشیاری سے ان کے پاس آتا ہے اور اگر اس کے ذریعے وہ کسی کا حق مار رہے ہیں تو انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ جھوٹے وعدے اور ٹال مٹول ایسے لوگوں کا عام وطیرہ ہوتا ہے۔ مگر عام مشاہدہ ہے کہ ایسے لوگ جو لین دین میں دوسروں کے حقوق غصب کرتے ہیں اور وہی ذریعہ جس سے وہ خدا کی رضا اور خوشنودی حاصل کر کے بیش بہا برکتوں اور افضال کے مورد بن سکتے تھے اپنی کم عقلی، کوتاہ نظری اور ناعاقبت اندیشی سے چند پیسوں اور ثمناً قلیلًا کے خاطر دوسروں کا حق مار کر اسی خدا کی ناراضگی کما لیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کشتی نوح میں فرماتے ہیں:۔

خائن اس کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔

اور اس پر مزید یہ کہ خدا کی ناراضگی ان پر اپنا اثر اس انداز سے دکھا رہی ہوتی ہے اور عام مشاہدہ ہے کہ جہاں یہ دوسروں کے حق مارتے ہیں یا کسی رنگ میں زیادتی کرتے ہیں ان کے ساتھ خود بھی یہی سلوک کسی نہ کسی رنگ میں دوسرے کر رہے ہوتے ہیں اور جس طرح ان کے پاس مال آتا ہے اسی طرح نکل بھی جاتا ہے۔ مگر یہ لوگ اللہ کے ان نشانات سے پھر بھی اعراض ہی کرتے رہتے ہیں۔ کیا ہی بدقسمت ہیں یہ لوگ جو دنیا میں بھی نقصان اٹھاتے ہیں اور آخرت میں بھی جواب دہ ہوں گے۔ مال کی محبت ان کے اس احساس کو بھی دبا دیتی ہے کہ قرض دینے والے نے ان پر احسان کیا تھا جبکہ یہ اس کے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کو قرض ایک لعنت کے طور پر چمٹ جاتا ہے۔ سوال کرنے اور احتیاج کا ایک دروازہ ان پر کھل جاتا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے ایک صحابی کو ارشاد فرمایا جب کوئی انسان اپنے لئے سوال اور مانگنے کا دروازہ کھول لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ غربت اور احتیاج کا دروازہ اس پر کھول دیتا ہے۔ (ترمذی باب مثل الدنیا)

ایسے لوگوں کے لئے کیا برا ہے کہ اگر وہ صرف قرض ہی ادا کر دیں اور احسان کرنے کی بجائے قرض ہی حسب وعدہ ادا کر دیں تاکہ خدا کے غضب اور ناراضگی کے مورد تو نہ بنیں۔ پھر جب خدا کے مسیح کی جماعت میں شامل ہو گئے تو ان پر ذمہ داری تو اور بھی بڑھ گئی۔ کیا خدا کو بھی دھوکہ دیا جاسکتا ہے۔ کیا خدا سے کسی کی نیت چھپی ہے؟ قرض خواہ کو تو شاید آپ راضی کر لیں مگر اگر خدا کو ناراض کر لیا تو کیا آپ اس کے عذاب سے بچ سکتے ہیں۔ ایسے میں اگر یہ خیال ہو کہ خدا سے معافی مانگ لیں گے تو اس بات کا فیصلہ تو خدا کو کرنا ہے کہ وہ کس کو معاف کرتا ہے مگر یہ بہرحال طے ہے کہ آپ نے اس کی جناب سے کوئی عہد نہیں لیا کہ وہ آپ کو کسی اور خدا کے بندے کا حق مارنے پر معاف کر دے گا۔ کاش ہم ان دنیاوی آلائشوں سے بکلی پاک ہو جائیں اور حقیقتاً وہ جماعت بن جائیں جو خدا کی نظر میں اپنے پیارے مسیح کی جماعت ہے جنہوں نے محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کو دنیا میں پھیلانا ہے۔ ہاں وہی جماعت جس کے لئے حضرت مسیح موعود نے کیا خوب فرمایا:

اے میرے پیارو میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو!

وہ جماعت یقیناً ہے اور بڑھ رہی ہے اور کوئی نہیں جو اس کو بڑھنے سے روک سکے مگر حیف ان پر جو اپنے آپ کو اس مسیح کی جماعت میں شمار کرواتے ہیں مگر آسمان میں وہ اس جماعت میں شامل نہیں بلکہ اس کی بدنامی کا موجب ہیں اور ان لوگوں کے لئے بھی ابتلاء کا باعث ہیں جن کے دلوں میں ابھی ایمان مستحکم نہیں ہوا۔

حضور کشتی نوح میں فرماتے ہیں:

سو اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو۔ آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

ایسوں کے بارے میں کیا ہی انذاری کلمات ہیں جو خدا کے مسیح کے قلم سے نکلے ہیں۔

تم خدا کی آخری جماعت ہو۔ سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔ ہر ایک جو تم میں سست ہو جائے گا وہ ایک گندی چیز کی طرح جماعت سے باہر پھینک دیا جائے گا اور حسرت سے مرے گا۔

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

آخر پر اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریاں دور کرے اور ایمان کے اس شعلے کو جو ہر احمدی کے دل میں ہے اتنا بھڑکا دے جو اس کے تمام وجود کو اپنی لپیٹ میں لے کر اس لوہے کی طرح بنا دے جو آگ میں تپ کر آگ کا رنگ اختیار کر لیتا ہے اور نفس مطمئنہ کی منزل کی طرف لے جائے جس کے لئے خدا ہمیشہ سے انبیاء مبعوث کرتا رہا ہے اور آج ہم خوش قسمتوں کو خدا نے اپنے مسیح کے ماننے والے بنایا ہے جسے ابھی دنیا سے گزرے کچھ عرصہ ہی تو گزرا ہے اور اس کی خلافت کا سایہ، جسے خدا نے خود اپنی دوسری قدرت کے رنگ میں ظاہر کیا ہے، ہم پر پوری آب و تاب سے قائم ہے۔

بقیہ صفحہ 6

میں داخل ہوئے اور رفتہ رفتہ یہاں کے حکمران بن گئے۔ آج قریباً ساڑھے تین صدیوں کے بعد 15/اگست 1947ء کو تمام اختیارات حکومت سے دستبردار ہو کر انگریز ہندوستان کو خیرباد کہہ رہے ہیں ہم پاکستان اور ہندوستان کی ہر دو نو آبادیات کا نہایت خوشی کے ساتھ خیر مقدم کرتے ہیں اور ان کی خوشحالی اور کامیابی کیلئے دستِ بہ دعا ہیں''۔ اخبار الفضل نے 16/اگست 1947ء کی اشاعت میں مندرجہ بالا خیر مقدمی نوٹ کے علاوہ یہ خبر بھی دی کہ:

''قادیان کی سرکاری عمارتوں، ڈاکخانہ، ایکسچینج آفس، پولیس چوکی وغیرہ پر پاکستان کا جھنڈا لہرایا گیا اور اسے سلامی دی گئی۔ نیز غرباء میں مٹھائی تقسیم کی گئی اور کھانا کھلایا گیا۔ رات کو ڈاکخانہ اور ایکسچینج آفس کی عمارتوں پر چراغاں کیا گیا۔''

قادیان کے اخبارات کے بارہ میں حضرت ڈاکٹر میر اسماعیل صاحب نے کیا خوب کہا ہے:۔

آٹھ دس اخبار بھی جاری ہیں واں
ہیں وہی تو ارمغان قادیاں
ریویو، تشحیذ، الفضل و حکم
درحقیقت ہیں زبانِ قادیاں
نور و فاروق و اتالیق و رفیق
یہ بھی ہیں سب مخبران قادیاں

(بخارِ دل)

مکرم محمد رفاقت احمد صاحب۔ اسلام آباد

# قوموں کی زندگی کی علامت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 18 جون 1913ء سے اخبار الفضل جاری فرمایا۔ اس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے خود عطا فرمایا تھا۔ الفضل کے پہلے پرچہ میں حضور نے جناب الٰہی میں نہایت دردمندانہ التجائیں اور دعائیں کیں کہ ”خدا تعالیٰ کا نام اور اس کے فضلوں اور احسانوں پر بھروسہ رکھتے ہوئے اس سے نصرت و توفیق چاہتے ہوئے الفضل جاری کرتا ہوں..... میرے حقیقی مالک میرے متولی تجھے علم ہے کہ محض تیری رضا حاصل کرنے کیلئے اور تیرے دین کی خدمت کے ارادہ سے یہ کام میں نے شروع کیا ہے۔ تیرے پاک رسول ﷺ کے نام کے بلند کرنے اور تیرے مامور کی سچائیوں کو دنیا پر ظاہر کرنے کیلئے یہ ہمت میں نے کی ہے..... اے میرے مولیٰ اس مشت خاک نے ایک کام شروع کیا ہے اس میں برکت دے اور اسے کامیاب کر میں اندھیروں میں ہوں تو آپ ہی راستہ دکھا۔ لوگوں کے دلوں میں الہام کر کہ وہ الفضل سے فائدہ اٹھائیں اور اس کے فیض لاکھوں نہیں کروڑوں پر وسیع کر اور آئندہ آنے والی نسلوں کیلئے بھی اسے مفید بنا۔“

(الفضل 18 جون 1913ء ص 3)

اخبار کے پراسپیکٹس کے مطابق اس کا اجراء جماعت کی اہم ترین ضرورتوں کی تکمیل کیلئے ہوا مثلاً احباب جماعت کے علوم کو وسعت دینے کیلئے، رسومات و بدعات اور مقامات اسراف سے بچنا، تاریخ اسلام خصوصاً حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور صحابہؓ رسول کی تاریخ سے واقفیت کیلئے۔ جماعت میں سیاسی مسائل پر اس طرح روشنی ڈالی جائے جیسے حضرت مسیح موعود نے پیش کیا۔ جماعت میں تعلیم کا پھیلانا، احباب جماعت میں تعارف اور میل ملاپ کو ترقی دینا اور مصالحت، افراد جماعت کو دنیا کی ترقی سے آگاہ کرنا۔ دعوت الی اللہ کیلئے کوشش کرنا وغیرہ۔

کسی قوم کی تہذیب وارتقاء کا جائزہ لینے کیلئے بہترین معیار اس کے اخبارات بھی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سلسلہ کا اخبار الفضل خوبی کے ساتھ یہ حق ادا کر رہا ہے۔ دیگر اخبارات پڑھ کر انسان سردردی اور پریشانی میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ کہیں سیاسی بدحالی کی خبریں کہیں معاشی تنزلی اور کرائمز کی خبریں۔ جو بچوں اور طلباء کیلئے مناسب نہیں۔ ہمارا الفضل اخبار بچوں اور بڑوں کی تربیت و تعلیم کیلئے بہترین خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ اس میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مبارک ارشادات اور اخلاق عالیہ نیز حضرت مسیح موعود کے ارشادات/ملفوظات اور اخلاق عالیہ سے متعلق اقتباسات شائع ہوتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات جمعہ، عیدین، نکاح اور دیگر ہدایات و مجالس عرفان کا ذکر ہوتا ہے جو اپنے موضوع کے متعلق بے مثال ہیں۔ اس کے علاوہ اس اخبار میں ملکی غیر ملکی خبریں، دعوت الی اللہ کے بارہ میں رپورٹیں اور تربیتی و تعلیمی مضامین پڑھنے کو ملتے ہیں۔ اس نشر و اشاعت کے بارہ میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔

”نشرِ صحف سے اس کے وسائل یعنی پریس وغیرہ کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ اللہ نے ایسی قوم کو پیدا کیا جس نے آلات طبع ایجاد کئے۔ دیکھو کس قدر پریس ہیں جو ہندوستان اور دوسرے ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے تا وہ ہمارے کام میں ہماری مدد کرے اور ہمارے دین اور ہماری کتابوں کو پھیلائے اور ہمارے معارف کو ہر قوم تک پہنچائے تا وہ ان کی طرف کان دھریں اور ہدایت پائیں“

(ترجمہ از عربی عبارت روحانی خزائن جلد 5 ص 473)

حضرت مسیح موعود کو 11 فروری 1906ء کو الہام ہوا

”دیکھو میرے دوستو! اخبار شائع ہو گیا“

(تذکرہ ص 508)

الحمدللہ الفضل اخبار اپنی زندگی کے 100 ویں سال میں داخل ہو گیا ہے۔ کئی مشکلات اور پابندیوں کے باوجود اس کی تحریریں پاکستان میں ہی نہیں بلکہ الیکٹرانک لہروں کے ذریعہ کل عالم میں پھیل رہی ہیں۔ اخبار الفضل جماعت احمدیہ کی تاریخ کو دن بدن ریکارڈ کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس اخبار کو خلافت احمدیہ کے سایہ میں ہمیشہ سلامت رکھے۔ آمین

حضرت مصلح موعود نے جلسہ سالانہ کے خطاب 27 دسمبر 1917ء میں اخبار الفضل کے بارہ میں فرمایا۔

”اس زمانہ میں اخبارات قوموں کی زندگی کی علامت ہیں کیونکہ ان کے بغیر ان میں زندگی کی روح نہیں پھونکی جا سکتی۔ گزشتہ زمانہ میں مخالفین کی طرف سے جو اعتراض ہوتے تھے وہ ایک محدود دائرہ کے اندر گھرے ہوئے تھے۔ اس لئے ان کے جوابات کتابوں میں دے دیئے جاتے تھے اور ان کتابوں کا ہی پاس رکھنا کافی ہوتا تھا۔ مگر اس زمانہ میں روزانہ نئے نئے اعتراضات اخباروں میں شائع ہوتے رہتے ہیں جن کے جواب دینے کیلئے اخباروں ہی کی ضرورت ہے اور اسی لئے ہمارے سلسلہ کے اخبار جاری کئے گئے ہیں۔ لیکن اکثر لوگ ان کی خریداری کی طرف توجہ نہیں کرتے جس سے وہ دین کا ہی نقصان کر رہے ہیں۔ ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ جہاں تک ہو سکے تکلیف اٹھا کر بھی ان کو خریدیں ..... پس جہاں تک ہو سکے اخباروں کی اشاعت بڑھاؤ، انہیں خریدو اور ان کے ذریعہ علوم حاصل کرو“

(انوار العلوم جلد 4 ص 143-142)

روزنامہ الفضل 31 دسمبر 1954ء کو ربوہ سے شائع ہونا شروع ہوا۔ حضرت مصلح موعود نے اس موقع پر بڑا پیارا پیغام دیا جس کے مندرجات یہ ہیں:

”الفضل آج ربوہ سے شائع کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا ربوہ سے نکلنا مبارک کرے اور جب تک یہاں سے نکلنا مقدر ہے اس کو اپنے صحیح فرائض ادا کرنے کی توفیق دے۔ اخبار قوم کی زندگی کی علامت ہوتا ہے۔ جو قوم زندہ رہنا چاہتی ہے اسے اخبار کو زندہ رکھنا چاہئے اور اپنے اخبار کے مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ان امور پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔

1928ء میں حضرت مصلح موعود نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جلسوں کی بنیاد رکھی۔ اس موقع پر الفضل ہر سال خاتم النبیّین نمبر شائع کرتا تھا۔ اس پر ملک کے غیر متعصب معاصرین نے خوب تبصرے کئے۔ مثلاً لکھنؤ کے مشہور انگریزی اخبار انڈین ڈیلی ٹیلیگراف نے اپنی اشاعت 16 جون 1929ء میں الفضل کے خاتم النبیّین نمبر کے بارہ میں لکھا۔ ”یہ خاص نمبر محمدؐ کی سیرت کے متعلق مسلم و غیر مسلم معززین کے مضامین اور نظموں پر مشتمل ہے اور قابل دید ہے“ اخبار سیاست لاہور نے 16 جون 1929ء کے پرچہ میں لکھا ”(اس کا) ہر مضمون اس قابل ہے کہ موتیوں سے تولا جائے“۔ اخبار منادی دہلی نے اپنی اشاعت 21 جون 1929ء میں لکھا ”ہمارے نزدیک اس اخبار کا یہ نمبر اس قابل ہے کہ ہر مسلمان اس کا مطالعہ کرے“

الفضل کے خاتم النبیّین نمبروں میں برصغیر و عرب کی غیر از جماعت اہم شخصیات کے مضامین اور نظمیں بھی شائع ہوتی رہیں۔ اس بارہ میں کچھ تفصیل یوں ہے:۔

مبلغ اعظمؐ کا استقلال

جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی

(الفضل 12 جون 1928ء)

نعتیہ غزل

جناب منشی نرائن صاحب سخا مجسٹریٹ جے پور

(الفضل 31 مئی 1929ء)

تازہ کُن یا مصطفٰےؐ پیمان خویش

جناب سید حبیب صاحب ایڈیٹر روزنامہ سیاست، لاہور

(الفضل 31 مئی 1929ء)

سیرت سیدنا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام

فلسطین کی مشہور اہل قلم خاتون فتاۃ الحریۃ

(الفضل 31 مئی 1929ء)

اے احمدؐ مختار (نظم)

جناب مولانا عبدالمجید صاحب سالک مدیر روزنامہ انقلاب، لاہور

(الفضل 25 اکتوبر 1930ء)

نعتیہ تضمین

جناب مفتی ضیاء الدین صاحب ضیاء مفتی پونچھ

(الفضل 8 نومبر 1931ء)

نعتیہ اشعار

علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب

(الفضل مورخہ 31 مئی 1929ء ص 16)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کی پیاری نعت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم علیک الصلوٰۃ و علیک السلام پہلی دفعہ الفضل مورخہ 12 جون 1928ء میں بعنوان سلام بحضور سیدّ الانامؐ شائع ہوئی۔

اخبار الفضل نے جماعت احمدیہ کے خلاف اُٹھنے والی ہر آواز و تحریک کا خلیفہ وقت کی راہنمائی میں احسن رنگ میں دفاع کیا۔ مثلاً منکرین خلافت، تحریک خلافت و ترک موالات۔ شُدھی۔ فتنہ مستریاں۔ فتنہ مصری۔ راجپال کی دل آزار کتاب، تحریک مجلس احرار، فسادات پنجاب 1953ء، فتنہ منافقین 1956ء، 1974ء کی تحریک، 1984ء کا ظالمانہ آرڈیننس وغیرہ۔

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال صاحب نے 3 مئی 1935ء کو ایک طویل بیان جماعت احمدیہ کے خلاف دیا جو اخبارات زمیندار اور احسان میں شائع ہوا۔ اس کا شاندار اور مؤثر جواب اخبار الفضل (قادیان) نے 1936ء کے وسط اول میں چودہ اقساط پر مشتمل شائع کیا جس میں ان کے بیان پر جامعیت اور مدلل رنگ میں روشنی ڈالی گئی کہ بس دن ہی چڑھ گیا۔ یہ سلسلہ مضامین لائق مطالعہ ہے۔

ہمارے پیارے وطن پاکستان کے قیام 14 اگست 1947ء کی خبر اور آزادی کا خیر مقدم کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے آرگن الفضل قادیان نے لکھا ”برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی 24 ستمبر 1599ء میں معرض وجود میں آئی۔ اور انگریز ہندوستان

باقی صفحہ 5 پر

# اطلاعات و اعلانات

**نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔**

## درخواست دعا

❁ مکرم انجینئر محمود مجیب اصغر صاحب دارالصدر شمالی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

مکرم انجینئر منیر احمد فرخ صاحب امیر جماعت ضلع اسلام آباد عشرہ بھر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں چیک اپ کے بعد واپس اسلام آباد بھیج دیئے گئے ہیں۔طبیعت صحت کی طرف مائل نہیں ہو رہی۔ صاحب فراش ہیں۔ کمزوری بہت ہوگئی ہے۔ احباب کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو معجزانہ طور پر کامل و عاجل شفاء عطا فرمائے اور خدمت دین کیلئے لمبی عمر عطا فرمائے۔آمین

❁ مکرم مظفر احمد صاحب کارکن نظامت جائیداد صدر انجمن احمدیہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے ماموں محترم محمد سعید انور صاحب سابق معاون ناظر دارالضیافت کچھ عرصہ سے پیشاب کی تکلیف کی وجہ سے علیل ہیں اور تقریباً ایک ماہ سے فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ کمزوری بہت زیادہ ہوگئی ہے۔احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے انہیں کاملہ و عاجلہ شفاء عطا فرمائے۔آمین

❁ مکرم تنویر الدین صابر صاحب دارالنصر غربی اقبال ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے والد محترم لعل دین صاحب صدیقی سابق کارکن تعلیم الاسلام کالج ربوہ پچھلے چار ہفتے سے مثانے کی تکلیف کی وجہ سے بیمار ہیں۔مثانے کا کامیاب آپریشن ہو چکا ہے اب کمزوری بہت زیادہ ہے رات کو روزانہ بخار ہو جاتا ہے۔ الائیڈ ہسپتال میں علاج کے لئے روزانہ جاتے ہیں۔احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے والد صاحب کو شفاء کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔آمین

❁ مکرم مرتضیٰ احمد صاحب لقمان ہیئر فیشن کالج روڈ ربوہ لکھتے ہیں۔

خاکسار کی والدہ محترمہ بلقیس بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالمجید صاحب کارکن وقف جدید ربوہ بلڈ پریشر اور دل کی تکلیف کی وجہ سے بیمار ہیں۔طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں مورخہ 20۔ اپریل 2013ء کو انجیو گرافی متوقع ہے۔احباب سے دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ ان کو شفاء کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔آمین

## ولادت

❁ مکرم خالد مجید ثاقب صاحب معلم وقف جدید ملیانوالہ ضلع سیالکوٹ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کو ایک بیٹا اور ایک بیٹی کے بعد دوسری بیٹی سے نوازا ہے نومولودہ کا نام پیارے حضور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سمیرا خالد عطا فرمایا ہے جو وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے۔جماعت احمدیہ کی خدمت کرنے والی فعال زندگی عطا کرے۔خلیفہ وقت کی اطاعت گزار ہو، قانتات میں شامل ہو اور والدین کیلئے قرۃ العین ہو۔آمین

## ضروری تصحیح

مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب لکھتے ہیں۔

الفضل مورخہ 10/اپریل 2013ء میں محترم و مکرم یوسف بقاپوری صاحب کا ایک مختصر نوٹ والد محترم حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت کے بارہ میں شائع ہوا ہے۔ خاکسار مکرم بقاپوری صاحب کا بے حد ممنون ہے۔ خاکسار اس کے آخری حصہ کی تصحیح کرنی چاہتا ہے۔ محترم مولانا صاحب نے جو انٹرویو ایم ٹی اے انٹرنیشنل کو دیا۔اس میں بایں الفاظ یہ تذکرہ ہے۔ آپ نے بیان کیا۔

''میرے پر تو ایک وقت ایسا بھی آیا۔ میں آپ کو بتاتا ہوں اس لئے کہ یہ تحدیث نعمت کی بات ہے۔35 روپے تنخواہ تھی۔موجودہ سٹیشن کے پاس کچی آبادی تھی جس میں ہم سارے اس وقت صدر انجمن کے کارکن اور خادم جو تھے، ان کی رہائش تھی۔ ...... اس وقت میری پہلی بچی کی پیدائش ہوئی ہے۔ اس وقت یہ صورت تھی کہ مہینوں ہمارے لئے گوشت تو الگ رہا، سبزی کا پکانا بھی بڑا مشکل تھا۔دال پر گزارا تھا۔ادھر ہمیں تنخواہ ملتی ادھر اس وقت ہمارے جو دکاندار تھے جن کے ساتھ (ادھار وغیرہ کا) تعلق تھا، انہیں دے دیتے۔

اس وقت پہلے بچہ کی پیدائش کا خیال کر کے ایک دن مجھے خیال آیا کہ الٰہی یہ جو یہاں کی دائیاں ہیں اگر لڑکی پیدا ہوئی تو پانچ روپے وہ دائی لیتی ہے اور لڑکے کی پیدائش پر دس روپے۔تو میں دس روپے چھوڑ پانچ روپے کہاں دے سکتا ہوں۔ یہ میں اس لئے بتا رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے مجھ پر کتنے فضل ہیں۔''

اصل واقعہ صرف یہ ہے کہ ان تنگ دستی کے حالات کے باعث تشویش تھی اور اللہ تعالیٰ کے حضور اس مرحلے کے محض اپنے فضل سے طے ہونے کے لئے سجدہ ریز تھے اور جیسا کہ بعد میں والد صاحب نے بتایا کہ جب خدا تعالیٰ نے لڑکی عطا فرمائی تو دایہ کو دینے کے لئے رقم کا بھی محض اپنے فضل سے غیب سے انتظام فرمایا اور اس طرح اس نے اپنے خادم دین، مسیح موعود کے فدائی اور خلافت احمدیہ کے شیدائی واقف زندگی کی ضرورتوں کو خود پورا فرمایا اور اس کی لاج رکھی۔

# نظارت تعلیم کے تحت دو نئے سکولوں کا اجراء

❁ اللہ تعالیٰ کے محض فضل سے اور اس کی رحمت سے فروغ تعلیم کے سلسلہ میں نظارت تعلیم کوشاں ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی راہنمائی میں طلباء/ طالبات کی سہولت کیلئے ایسے علاقوں میں سکول جاری ہو رہے ہیں جہاں تعلیمی سہولتوں کا فقدان ہے۔ادرحماں گاؤں ضلع سرگودھا میں واقع ہے حضرت مولوی شیر علی صاحب رفیق حضرت مسیح موعود تھے کا گاؤں ہے۔خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کے افراد تعلیم یافتہ ہیں اس گاؤں کے بعض احمدی احباب نے اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے جماعتی خدمات کی ہیں۔اس گاؤں میں سکول جس کا نام ناصر ایلیمنٹری سکول ہے۔اس کیلئے مکرم مختار احمد صاحب مرحوم کی دو بہنوں نے ساڑھے چار کنال رقبہ، چاردیواری اور ایک کمرہ بنا کر دینے کا وعدہ کیا ہے۔ فی الحال سکول ایک گھر میں جاری ہوا ہے 35 بچے بچیاں پہلی سے چہارم تک داخل ہوئی ہیں داخلہ جاری ہے اس سکول کی پہلی پرنسپل مکرمہ عابدہ اعظم صاحبہ بی اے مقرر ہوئی ہیں۔

5۔اپریل 2013ء کو افتتاحی تقریب 11:30 بجے تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی نظم کے بعد مکرم صفدر نذیر گولیکی صاحب نائب ناظر تعلیم نے فروغ تعلیم کے سلسلہ میں جماعتی کوششوں کا ذکر کیا اور تعلیم کی اہمیت بیان کی بعدازاں مکرم ظہور احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ ادرحماں نے احباب کا شکریہ ادا کیا اور سکول کے اجراء پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے نظارت تعلیم کا بھی شکریہ ادا کیا۔مکرم نائب ناظر صاحب تعلیم نے دعا کروائی اور بچوں اور مہمانوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی ۔ 35 بچے داخل ہو چکے ہیں۔ 30 مائیں اور 30 احباب جماعت حاضر تھے۔اس سکول میں پہلی کلاس سے چہارم اور ششم و ہفتم کی طالبات کو بھی داخل کیا جائے گا۔

6۔اپریل 2013ء کو لڈے والا تحصیل چوبارہ ضلع لیہ میں ناصر ایلیمنٹری سکول نمبر 2 کا اجراء عمل میں آیا گزشتہ سال شیر گڑھ بیرون میں سکول جاری کیا گیا جس میں 22 بچے پہلی سے چہارم تک زیر تعلیم ہیں یہ سکول چوبارہ سے 22 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے کچے راستہ پر سفر کر کے جانا پڑتا ہے دونوں سکولوں کا باہمی فاصلہ 9 کلومیٹر ہے۔اس سکول کے لئے مکرم محمد نواز صاحب نے ایک کنال رقبہ عنایت کیا ہے اور اس پر ایک کمرہ تعمیر کر کے بھی دیں گے فی الحال سکول معلم ہاؤس میں جاری ہوا ہے۔12 بچے داخل ہو چکے ہیں داخلہ جاری ہے اس کے پہلے استاد مکرم رضوان احمد صاحب بی اے ولد مکرم میاں محمد صاحب ہیں۔سکول کی افتتاحی تقریب تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی نظم کے بعد مکرم صفدر نذیر گولیکی صاحب نائب ناظر تعلیم نے علم کی اہمیت اور افادیت بتائی۔سکول کے اجراء کے اغراض و مقاصد بیان کئے۔ بعدازاں مکرم سیکرٹری صاحب تعلیم ضلع شمشاد احمد صاحب اور مکرم جاوید احمد قیصرانی صاحب نمائندہ امیر ضلع نے بھی خطاب کیا مکرم نائب ناظر صاحب نے دعا کروائی اور پھر بچوں اور مہمانوں میں شیرینی تقسیم کی گئی حاضرین کی تعداد 45 تھی۔شیر گڑھ بیرون سے مکرم اللہ نواز صاحب اپنے سکول کے بچوں کے ساتھ حاضر تھے۔ یاد رہے اس سے قبل 9 سکول بیرون از ربوہ جاری ہیں ۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ طلباء/ طالبات کی علم کی روشنی سے منور کرے اور اساتذہ کرام کو خوب محنت سے پڑھانے کی توفیق عطا ہو۔آمین

(نظارت تعلیم)

## درخواست دعا

❁ مکرم مستبشر احمد صاحب کراچی تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے دادا مکرم سعید احمد صاحب ولد مکرم علی محمد صاحب آف نوکوٹ حال کراچی کا دو ماہ پہلے پتے کا آپریشن ہوا تھا جس کے کچھ عرصہ بعد پیٹ میں درد شروع ہو گیا ہے اور اعصاب کی کمزوری ہوگئی ہے ۔ تمام احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد از جلد میرے دادا جان کو شفاء کاملہ و عاجلہ عطا کرے اور انہیں لمبی، فعال، صحت و سلامتی اور تندرستی والی زندگی عطا فرمائے۔آمین

## ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

### 17۔اپریل 2013ء

| | |
|---|---|
| 9:55 am | لقاء مع العرب |
| 12:00 pm | حضور انور کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ قادیان 2010ء |
| 6:00 pm | خطبہ جمعہ 6 جولائی 2007ء |
| 8:05 pm | فقہی مسائل |
| 11:20 pm | جلسہ سالانہ قادیان 2010ء |

# خبریں

### راجہ پرویز اشرف کے کاغذات نامنظور

الیکشن ٹریبونلز نے سابق وزیراعظم راجہ پرویز اشرف کو نااہل قرار دے دیا ہے۔جبکہ نواز شریف اور شہباز شریف کو الیکشن لڑنے کی اجازت دے دی۔کراچی میں سابق صدر پرویز مشرف کے کاغذات نامزدگی مسترد کرنے کے خلاف اپیل بھی مسترد ہوگئی۔الیکشن ٹریبونلز نے این اے 51 گوجرخان سے امیدوار راجہ پرویز اشرف کے کاغذات نامزدگی مسترد کرنے کے خلاف اپیل کی سماعت کے بعد قرار دیا کہ این ایل سی کا ٹھیکہ غیر قانونی تھا۔کاغذات نامزدگی رینٹل پاور کیس میں ملوث ہونے کی وجہ سے مسترد کئے گئے ہیں۔

### امریکی شہر بوسٹن میں 2 دھماکے،4 ہلاک 30 زخمی

امریکی شہر بوسٹن میں میراتھن کے دوران 2 دھماکوں میں 4 افراد ہلاک اور 30 سے زائد زخمی ہوگئے۔امریکی صدر اوباما نے واقعہ کا نوٹس لے لیا اور فوری تحقیقات کا حکم دیا ہے۔

### بچوں کی ذہنی معذوری موروثی بیماری نہیں ہوتی

ماہرین کا کہنا ہے بچوں میں ذہنی معذوری جین میں تبدیلی کی وجہ سے ہوتی ہے نہ کہ یہ بیماری موروثی ہے۔سوئٹزرلینڈ کے شہر زیورخ میں واقع ''انسٹیٹیوٹ آف میڈیکل جینٹکس'' میں کی گئی ایک تحقیق میں کہا گیا ہے کہ 51 ذہنی معذور بچوں کا مطالعہ کیا گیا اور پچپن فیصد کیسوں میں اس بات کا کوئی ثبوت سامنے نہیں آیا کہ ان کی بیماری والدین کے جین کے ذریعے ان میں منتقل ہوئی۔محقق ''انیتا روچ'' کا کہنا تھا ذہنی معذور بچوں کے والدین کو پریشان نہیں ہونا چاہئے کہ ان کے آنے والے بچے بھی بیمار ہوں گے۔انہوں نے کہا دوسرے بچے کے ذہنی معذور ہونے کے امکانات صرف آٹھ فیصد ہوتے ہیں لیکن اگر اس تحقیق کو سامنے رکھیں تو یہ امکانات مزید کم ہو جاتے ہیں۔

### امریکی نوجوان نسل بدتہذیب ہوتی جا رہی ہے

امریکہ کے ماہرین سماجیات نے کہا ہے کہ امریکی نوجوان نسل بدتمیز اور بدتہذیب ہوتی جارہی ہے، جس سے امریکی حکومت اور ماہرین سماجیات کو سخت پریشانی کا سامنا ہے۔امریکہ میں ہونے والی ایک حالیہ تحقیق کے مطابق 18 سے 34 سال کی عمر کے 35 فیصد افراد اپنے پڑوسیوں سے سلام دعا بھی کرنا پسند نہیں کرتے۔اسی طرح وہ اپنے گھر میں کسی کام سے آنے والے افراد کو ایک کپ چائے کا پوچھنا بھی گوارا نہیں کرتے۔

(روزنامہ دنیا 5 جنوری 2013ء)

### خواتین روزانہ بے مقصد 5 گھنٹے گپیں لگاتی ہیں

برطانوی اخبار کے مطابق خواتین ایک دن میں پانچ گھنٹے بے مقصد باتوں اور گپوں میں وقت ضائع کرتی ہیں برطانیہ میں ایک مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں تعجب کی بات نہیں کہ مرد اکثر کم گو ہوتے ہیں۔عموماً خواتین کی گفتگو میں دیگر لوگوں کے مسائل زیر بحث آتے ہیں۔رپورٹ میں یہ بھی پتہ چلا ہے خواتین ایک دن میں 24 منٹ اپنے وزن، خوراک اور لباس کے سائز پر بحث کرتی ہیں۔ایک تہائی خواتین لنچ اور ڈنر کے متعلق گفتگو کرتی ہیں جبکہ ایک چوتھائی باقاعدگی سے کھانوں کی ترکیبوں کا تبادلہ کرتی ہیں۔

### نیند کی کمی سے امراض قلب کا خطرہ

کینیڈا میں ہونے والی ایک طبی تحقیق میں کہا گیا ہے کہ مناسب نیند سے محروم رہنے والے نوجوانوں میں ادھیڑ عمری میں امراض قلب کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ٹورانٹو کے سِک چلڈرن ہسپتال کی تحقیق کے مطابق رات کے اوقات میں کم نیند یا اس میں خرابی طبیعت میں سستی کے علاوہ بہت سے دیگر مسائل کا سبب بھی بنتی ہے۔

## درخواست دعا

مکرم رانا سلطان احمد خاں صاحب زعیم انصاراللہ باب الابواب غربی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔کہ ہمارے محلّہ کے سیکرٹری جائیداد مکرم غلام حسین صاحب واپڈا والے کو موٹر سائیکل سے گرنے کی وجہ سے دائیں کندھے پر سخت چوٹ آئی ہے۔پلستر لگا دیا گیا ہے احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ مولیٰ کریم ان کو صحت کاملہ وعاجلہ عطا کرے اور ہر قسم کی پریشانی سے محفوظ رکھے۔آمین

اسی طرح خاکسار کے داماد مکرم افتخار تو قیر امجد صاحب بعارضہ ہائی بلڈ شوگر فضل عمر ہسپتال ربوہ میں زیر علاج تھے۔اب گھر آگئے ہیں۔شوگر کی وجہ سے نظر پر بھی اثر ہے۔چلنے پھرنے میں دشواری ہے۔احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ مولیٰ کریم اپنا خاص فضل فرمائے اور شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔آمین

| ربوہ میں طلوع وغروب 17/اپریل | |
|---|---|
| طلوع فجر | 4:11 |
| طلوع آفتاب | 5:36 |
| زوال آفتاب | 12:11 |
| غروب آفتاب | 6:40 |


روشن کاجل
آنکھوں کی حفاظت اور خوبصورتی کیلئے
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

شفاء بے بی ٹانک
کمزور بچوں کو صحت مند بنانے اور دانت آسانی سے نکالنے میں بے حد مفید-/80
شاہ ہومیو رحمت بازار:6211868

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
فیوچر ریس سکول ربوہ
یورپین طرز تعلیم،کوئی ہوم ورک نہیں۔
بی ایس سی اور ماسٹرز ٹیچرز کی ضرورت ہے
نرسری تا پنجم داخلے جاری ہیں۔
دارالصدر شرقی عقب فضل عمر ہسپتال ربوہ
فون:047-6213194 موبائل:0332-7057097

Got.Lic# ID.541 IATA
ملکی وغیر ملکی ٹکٹ۔ریکنفرمیشن۔انشورنس ہوٹل بکنگ کی بارعایت سروس کے لئے
Sabina Travels Consultant
Yadgar Road Rabwah
047-6211211,6215211
0334-6389399

FR-10

الصادق اکیڈمی بوائز دارالصدر جنوبی
کلاس 6th تا 9th داخلہ جاری
الصادق اکیڈمی جماعتی اداروں کے شانہ بشانہ پچھلے 25 سال سے اہالیان ربوہ کی تعلیمی میدان میں خدمت میں پیش پیش
پریپ تا کلاس فائیو گرلز سیکشن میں داخلے جاری ہیں
فیصل آباد بورڈ سے الحاق شدہ
چند اساتذہ کی آسامیاں خالی ہیں
پرنسپل الصادق بوائز نزد مریم ہسپتال ربوہ:0476214399

الحمید ہومیو کلینک
پرانی اور نئی لیکن ضدی امراض
ہومیو فزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر ایم۔اے
ڈی ایچ ایم ایس پنجاب آر ایم بی (پاکستان)
عمر مارکیٹ نزد اقصیٰ چوک ربوہ
0344-7801578

سلطان آٹو سٹور + ورکشاپ
ہر قسم کی گاڑیوں کی خرید و فروخت کی جاتی ہے
ہر قسم کی گاڑیوں کے پارٹس دستیاب ہیں
ڈینٹنگ پینٹنگ مکینیکل ورکس
0333-4100733: نواز احمد
0333-4232956: لقمان احمد
429 بی پاک بلاک لنک وحدت روڈ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

AHMAD MONEY CHANGER
We Deal in All Foreign Currencies
You are always Welcome to:
PREMIER EXCHANGE CO.'B' PVT. LTD. State Bank Licence No.11
Chief Executive: Basharat Ahmad Sheikh
Head Office: B-1 Raheem Complex, Main Market, Gulberg II Lahore
Tell: 35757230,35713728,35752796,35713421,35750480
Fax: 35760222 E-mail: amcgul@yahoo.com